”سلسلۂ نبوت اللہ تعالیٰ کا ابدی عہد ہے“

محمد ابراہیم قادیانی

نائب ناظر تالیف و تصنیف

بار اول .... سنہ ۱۳۴۹ ہش (سنہ ۱۹۷۰ء)

تعداد طبع ۵۰۰۰

شائع کردہ

ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)

(۱)

اِنقطاع و انسدادِ نبوت کے باطل خیال

پر

اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت تنبیہہ و سرزنش

(۲)

سلسلۂ نبوت اللہ تعالیٰ کی نہ صرف قدیم سنتِ جاریہ مستمرہ ہے
بلکہ اُس کا "ابدی عہد" ہے۔

(۳)

انبیاء کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

متواتر عہد و وعدے و میثاقِ نبوت۔

(۴)

حضرت خاتم الانبیاء کے ذریعہ سے آئندہ
کے لئے

عہد و وعدے ـــ و ـــ میثاقِ نبوت

(۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کی بعثت کے لئے اِمکان
کا
ذِکر و پیشگوئیاں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

پیش لفظ

ضرورتِ کتابچہ

اللہ تعالےٰ نے کُل انبیاء کے ذریعہ سے متواتر نبی بھیجتے رہنے کا وعدہ اور پیشگوئیاں و میثاق وعہد کئے اور پھر ان کے مطابق اُس نے سلسلۂ نبوت ابدی اور دائمی طور پر جاری رکھا۔ مگر اس کے باوجود قومیں وقتاً فوقتاً اس عہد کو بُھلا دیتی رہیں۔ اور اُن کا یہ عقیدہ ہو جاتا رہا کہ آئندہ کوئی نبی نہ آئیگا۔ اللہ تعالیٰ اس کا ابطال کرکے پھر نبی بھیجنے کا وعدہ دے دیتا رہا۔ مگر وہ پھر بھی اس عہد کو یاد نہ رکھتے اور اُسے بُھلا دیتے رہے۔

سابقہ قوموں کی طرح مسلمانوں نے بھی اس ابدی عہد اور اس سے متعلق خدائی وعدوں و پیشگوئیوں کو بھلا دیا اور قرآن کریم کی اس بارہ میں واضح ہدایت کو نظر انداز کرکے اپنے آپ کو ہدایت سے دُور کر لیا۔ ضرورت تھی کہ اللہ تعالےٰ پھر سے نبی بھیج کر اُن کے اس باطل عقیدہ کا ابطال کرتا۔ اور اُن کو راہِ راست کی طرف لاتا سو اُس نے اپنے مسیح موعود، حَکَم و عدل اور موعود اقوام عالم کو بھیج کر دیگر مذاہب بائیبل۔ قرآن کریم۔ حدیث شریف۔ کشوف و رؤیا و اقوالِ سلفِ صالحین کے مطابق ان کے غلط عقائد کی مدلّل طور پر تصحیح و اصلاح فرمائی اور ان کے لئے اپنی رحمت و ہدایت عامہ کا راستہ پھر سے کھول دیا۔

اِس کتابچہ میں اِسی امر کا اظہار کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ سلسلۂ نبوت اللہ تعالیٰ کا ابدی عہد و دائمی وعدہ ہے۔ جو کبھی بند یا ختم نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلعم کے بعد بھی نبی و رسول حسب ضرورت آسکتے ہیں اور انبیاء کا سلسلہ جاری ہے۔ اور نبوت اللہ تعالیٰ کی قدیم سنّتِ جاریہ مستمرہ ہے۔ نہ کبھی بند ہوئی اور نہ آئندہ کبھی بند ہوگی۔ یہی اس کی رحمانیت کا تقاضا ہے اور کسی نئے نبی کا پیدا اور مبعوث ہونا نہ صرف یہ کہ آنحضرت صلعم کی ختمِ نبوت کے منافی نہیں بلکہ اس کے عین مطابق ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپ ہمارے بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور ان پر اس حقیقت کو ظاہر کر کے انہیں قرآنی ہدایت کی طرف لائے اور وقت کے مامور کی شناخت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خاکسار:

محمد ابراہیم قادیانی

۲۱-۱-۴۹/۷۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہٖ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

سلسلۂ نبوّت اللہ تعالےٰ کا "ابدی عہد" ہے

موسیٰؑ کے بعد انسدادِ نبوّت کا عقیدہ

برادرانِ اسلام ! آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے کہ لوگوں میں نبی نہ آنے کا باطل عقیدہ آنحضرت صلعم سے قبل اور آپؐ کے وقت میں بھی تھا۔ یہود کا اجماع تھا کہ " اَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَ مُوْسٰی "۔ (مسلّم الثبوت جلد ۲ صفحہ ۱۷۰) یعنی حضرت موسیٰؑ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

یوسفؑ کے بعد انسدادِ نبوّت کا عقیدہ

پھر یہی عقیدہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے بعد بھی رائج ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کا ذکر کرکے اس کی تردید کرتے ہوئے قرآنِ کریم میں تنبیہاً فرمایا:۔

وَلَقَدْ جَآءَکُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّمَّا جَآءَکُمْ بِہٖ۔ حَتّٰٓی اِذَا ھَلَکَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِنْ بَعْدِہٖ

رَسُوْلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ. اِلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ اَتٰاهُمْ. كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۔ (سورۃ مومن ع آیت ۳۵-۳۶)

بتایا ہے کہ اس سے پہلے یوسفؑ دلائل کے ساتھ تمہارے پاس آچکا ہے۔ مگر تم جو کچھ وہ تمہارے پاس لایا تھا اس کے بارہ میں شک ہی میں مبتلا رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوگیا تو تم نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اللہ اس کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں کریگا اس طرح اللہ ہر حد سے بڑھنے اور شبہ کرنے والے کو گمراہ کر دیا کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ کی آیات میں بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس اللہ کی طرف سے آئی ہو جھگڑتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ عقیدہ اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک بہت بُرا ہے۔ اسی طرح اللہ ایسے متکبّر انسان کے پُورے کے پُورے دل پر مہر لگا دیا کرتا ہے۔

انسدادِ نبوّت کے عقیدہ کے بواعث اور خدا تعالےٰ کی ناراضگی!

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اس باطل عقیدہ پر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے اس کے خلاف حسب ذیل فتوے دیئے ہیں:-

(۱) فرمایا ایسا عقیدہ گمراہ کن ہے۔ (۲) اسراف و حد سے نکلنے کا نتیجہ ہے۔ (۳) شک کی پیداوار ہے۔ (۴) بغیر دلیل و ثبوت کے ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کبھی نہیں فرمایا کہ میں آئندہ نبی نہیں بھیجوں گا۔ (۵) یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ (۶) ایسا ہی مومنوں کی بھی ناراضمندی کا موجب ہے۔ (۷) یہ دلوں پر مُہر کا نتیجہ ہے۔ (۸) ایسا ہی اس کا موجب تکبر بھی ہے۔ (۹) نیز جبر بھی اس کے پیدا کرنے کا باعث ہے۔

اِن امور سے ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ اپنے اندر بڑے بڑے خطرناک نقصانات اور بُرائیاں رکھتا ہے اس لئے ان کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو اس سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

آنحضرت صلعم کے وقت انسدادِ نبوت کا عقیدہ اور اُس کا ابطال!

آنحضرت صلعم کے وقت میں بھی اس عقیدہ کے ہونے کا ذکر یوں فرمایا ہے:-

وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا۔ (سورۃ جنّ آیت ۸)

کہ یقیناً وہ جنّ یعنی یہود بھی یقین رکھتے تھے جس طرح تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ کسی کو نبی بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔ چونکہ یہ عقیدہ درست نہ تھا ہم نے ضرورت کے پیشِ نظر آپ کو کھڑا کر دیا ہے۔ اس جگہ بھی سورۃ مومن کی طرح جنوں کے منہ سے اس عقیدہ کو دُہرا کر

اس کی بُرائی کی طرف اشارہ فرمایا۔ مگر اس کے باوجود اب پھر مسلمان بھی اُن کی طرح یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہود نے کبھی یہ کہا کہ موسیٰؑ کلیتہً آخری نبی ہے۔ اور کبھی یوسفؑ کو آخری نبی قرار دیا۔ مسلمانوں نے کہہ دیا کہ آنحضرت صلعم مطلق آخری نبی ہیں۔ لیکن اگر ان کا خیال درست ہوتا تو خدا تعالےٰ آئندہ کے لئے یہاں فرما دیتا کہ مَیں آپؐ کے بعد کسی نبی کو ہرگز مبعوث نہ کروں گا۔ مگر اُس نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ اپنی ناراضگی قرآن کریم میں ظاہر کر کے مسلمانوں کو تنبیہہ کر دی اور مدلّل طور پر اس عقیدہ کو باطل قرار دے دیا۔ مگر افسوس ہے کہ وہ باوجود اس تنبیہہ و تردید کے یہود کے نقشِ قدم پر چل کر اسی عقیدہ پر قائم ہو گئے۔

اِنسدادِ نبوّت کے متعلق عیسائی عقیدہ

عیسائی بھائی بھی آئندہ کے لئے نبی کے آنے سے مُنکر ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلعم کے دعویٰ پر کہنے لگے ہمیں کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کے اس خیال کو بھی ردّ کر دیا۔ آنحضرت صلعم سے قبل عیسائی ایک نبی کی آئندہ آمد کے منتظر تھے۔ مگر آپؐ کی آمد پر انہوں نے آنحضرت صلعم کے بارہ میں جو پیشگوئیاں بائیبل میں ہیں وہ سب کی سب حضرت مسیحؑ کے متعلق بلا دلیل قرار دے لیں اور نبوّت کا دروازہ بند قرار دے کر آئندہ کے لئے ضرورتِ نبوّت و آمدِ نبی کا انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ دَورِ نبوّت ختم ہے اب دَورِ

اُلوہیت آگیا ہے۔ حالانکہ یہ امر عہد نامہ عتیق وجدید ہر دو کے خلاف ہے۔

مُسلمانوں کے دو متضاد نظریے
انسدادِ نبوّت و ضرورتِ نبوّت

اب ہمارے مسلمان بھائی حضرت عیسیٰؑ نبی اللہ کی ضرورت اور انتظار کو تسلیم کرنے کے باوجود لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور اس کے ہم معنی منفی پہلو پر مشتمل احادیث پر مُصر ہیں حالانکہ ان منفی پہلو والی احادیث کے ساتھ مثبت پہلو والی احادیث بھی موجود ہیں۔ جن میں نبوّت کے امکان و اجراء وغیرہ کا صاف ذکر موجود ہے۔ اور پیشگوئیاں بھی موجود ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ قرآنِ کریم بھی اس امر کی تائید و تصدیق کرتا ہے کہ آئندہ نبی آ سکتا ہے اور آئے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ منفی پہلو والی احادیث مخصوص قسم کے انبیاء کے آنے کی نفی کرتی ہیں۔ اور مثبت پہلو والی احادیث اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ اور وہ غیر شرعی تابع و اُمتی نبی کی پیدائش و آمد کو ممکن بتاتی اور اس کی اُمید دلاتی ہیں۔

سلسلۂ نبوّت اللہ تعالیٰ کا "ابدی عہد" ہے

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ سلسلۂ نبوّت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابدی و دائمی عہد ہے۔ انسدادِ نبوّت کے مزعومہ خیالِ باطل کے خلاف دوام ضرورتِ نبوّت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم میں نہ صرف سابقہ عہود و مواثیق کا اعادہ کیا گیا اور اُن کو قائم رکھا گیا ہے بلکہ اُن کے علاوہ بھی کئی جدید مواثیق و عہودِ

نبوت اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے آئندہ کے لئے باندھے گئے ہیں ۔ اور آپ کے بعد نبی آنے کا وعدہ دیا گیا ہے ۔ اور اُمتِ مُسلمہ کو اُنہیں قیامت تک یاد رکھنے اور اُن کی تلاوت کرنے کا حکم ہے ۔

سلسلۂ نبوّت کے متعلق اللہ تعالےٰ کی طرف سے متواتر عہد و وعدے

(۱) میثاقِ ملائکہ :

اللہ تعالےٰ نے ابتدائے آفرینش میں سلسلۂ نبوّت جاری کرنے سے قبل ملائکہ سے اس بارہ میں عہد کیا فرمایا :-

إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً ۔ (سورۃ بقرہ رکوع ۴)

کہ مَیں دُنیا میں انبیاء کا ایک سلسلہ بطور خلفاء جاری کرنے والا ہوں ۔ پھر اُسے یاد دلا کر فرمایا کہ اس عہد کے مطابق حسب ضرورت وقتاً فوقتاً مَیں انبیاء بھیجتا چلا آرہا ہوں ۔ اور اَب مَیں نے اسی عہد کے مطابق عین ضرورت پر محمد رسول اللہ صلعم کو بھی کھڑا کیا ہے ۔ لہذا انکار کرکے ابلیس نہ بنو ۔ بلکہ فرشتوں کی طرح ایمان لاؤ ۔ غرضکہ یہ دائمی نبوت و خلافتِ الٰہیہ کے سلسلہ کے پہلے عہد کا ذکر ہے ۔

لفظ خلیفہ سے مُراد سلسلۂ خلفاء ہے | خلیفہ کے لفظ سے مراد اس جگہ سلسلۂ خلفاء ہے ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد اس کے لئے مفرد کا لفظ اِسم و ھٰذا

و مفرد ضمیر لانے کی بجائے اَسْمَاء وھٰؤُلَآءِ وھُم کے الفاظ لائے گئے ہیں۔ جو کہ جمع کے صیغے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلیفہ کا لفظ اس جگہ بطور اسم جمع کے ہے۔ اور مراد اس سے خلفاء ہیں۔ اور اشارہ دوام سلسلہ نبوت کی طرف ہے نہ کہ صرف ایک خلیفہ کی طرف۔ حضرت آدم نبی اللہ کا ذکر اس سلسلہ میں سے بطور پہلی کڑی کے کیا گیا ہے۔

(۲) میثاقِ آدم علیہ السلام :

یہ میثاق بھی دوام ضرورت سلسلۂ نبوّت پر دال ہے۔ یہ میثاقِ آدمؑ برائے جملہ نسلِ آدم ہے۔ جو تا قیامت آنے والی ہے۔ فرمایا:-

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

(سورۃ بقرہ آیت ۳۹)

خوف و حُزن کا حقیقی علاج صرف بعثتِ نبی ہے یعنی اے اولادِ آدمؑ و نسلِ انسانی اگر میری طرف سے تمہارے پاس ھُدًی آوے تو اس کی پیروی تمہارے خوف و حُزن کا علاج ہوگا۔ تم اس عہد و علاج کو یاد رکھ کر اس سے فائدہ اٹھاتے رہنا۔

ھُدًی کا لفظ ہدایت اور ہادی کے معنوں میں آیا ہے۔ یہ مصدر ہے اور مصدر بمعنی مصدر اور اسمِ فاعل بھی آتا ہے جیسا کہ عدل کا

لفظ بھی بمعنی عدل کرنا اور عادل لیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہدایت اور ہادی و نبی و رسُول اگر تمہارے پاس آویں تو اُن کو مان کر اُن کی اِتّباع لازم ہے۔ ہم نے ہمیشہ کے لئے خوف و غم کا یہ مستقل علاج بتایا تھا۔ اور حکم دیا تھا کہ ہر آنے والی ہدایت اور ہادی و رسُول کی اِتّباع کی جائے۔ لہذا اب بھی ہم نے خوف و حُزن کے ازالہ کے لئے اپنے نبی محمدؐ رسُول اللہ صلعم کو کھڑا کر دیا ہے۔ اور آئندہ بھی یہی علاج کارگر ہُوا کرے گا۔

یہ دُوسرا عہد بھی کسی خاص وقت کے لئے نہ تھا بلکہ ابدی و دائمی تھا۔ اور یہ اب بھی قائم و دائم ہے۔ لہذا آئندہ بھی امکان و اجرائے نبوّت کا خیال رہے۔

(۳) میثاقِ نوح و ابراہیم علیہما السّلام:

تیسرا ابدی عہد میثاقِ ابراہیم علیہ السّلام ہے۔ بائیبل پیدائش ۱۷: ۶-۷ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اُن کی نسل میں سے روحانی و دنیوی بادشاہ کھڑے کرنے کے لئے حضرت اسماعیلؑ کی پیدائش پر "ابدی عہد" باندھا تھا۔

ابراہیمؑ کی نسل کی سب پُشتوں کیلئے ابدی عہد

فرمایا "تو میں تیری نسل سے ہوں گی اور بادشاہ تیری اولاد میں سے برپا ہوں گے۔ اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان

ان کی سب پشتوں کے لئے اپنا عہد جو اَبدی عہد ہوگا۔
باندھوں گا تاکہ میں تیرا اور تیری نسل کا خدا ہُوں"۔

اِس میں تا قیامت ان کی "سب پشتوں" کے لئے "ابدی عہد" باندھنے کا ذکر ہے۔ نہ کہ عارضی عہد کا۔

نبوت کے لئے ختنہ کی شرط بھی دائمی ہے

علاوہ ازیں اس کے ساتھ ختنہ کا "ابدی عہد" لازم و شرط ٹھیرایا ہے۔ فرماتا ہے:۔

"میرا عہد تمہارے جسم میں ابدی عہد ہوگا"۔ (ایضاً ۱۳)

اگر آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کُلّیۃً ختم ہو جانے والی تھی تو ان دونوں عہدوں کا ابدی و دائمی ہونا بیکار ٹھیرتا ہے۔ اور وہ سب پشتوں کے لئے نہیں رہتے۔ اس صورت میں آنحضرت صلعم کے بعد ختنہ کا عہد بھی موقوف کر دیا جانا ضروری تھا۔ مگر وہ تو آپ کے بعد بھی قائم رکھا گیا ہے۔ اس لئے نبوت کا عہد بھی قائم ہے۔

ابراہیمی ابدی عہد کی تصدیق قرآن کریم میں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس ابراہیمی "ابدی عہد" کو دہرایا ہے۔ اور بائیبل والے اس عہد کی توثیق و تصدیق کر کے اسے قائم و دائم قرار دیا ہے۔ فرمایا:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرَاهِيْمَ وَجَعَلْنَا
فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ۔ (سورۃ حدید آیت ۲۷)

یعنی ہم نے نوحؑ و ابراہیمؑ کو بھیجا اور نبوت اور ہدایت کو ہمیشہ کے لئے ان کی ذریت پشت در پشت میں جاری کر دیا ہوا ہے۔ اس میں حضرت نوحؑ و ابراہیمؑ ہر دو کی نسل میں دائمی میثاقِ نبوت کے جاری کرنے کا ذکر موجود ہے۔

خاص طور پر حضرت ابراہیم کے عہد کے متعلق الگ بھی فرمایا ہے:۔

وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ ۔ (سورۃ عنکبوت آیت ۲۸)

کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ و یعقوبؑ عطا کئے اور ابراہیمؑ کی نسل میں ہمیشہ کے لئے نبوت و ہدایت کو جاری کر دیا ہے۔

ابراہیمی دعا میں ابدی عہد کی طرف اشارہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل میں نبیوں کی بعثت کے لئے دعا فرمائی تھی:۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ (سورۃ بقرہ ع ۱۵ آیت ۱۳۰)

کہ اے ہمارے رب ہماری یہ بھی التجا ہے کہ تو انہیں میں سے حسبِ ضرورت رسول مبعوث کرتا رہ جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے یقیناً تو ہی غالب اور حکمتوں والا ہے۔

انعام کی دو اقسام نبوّت یا بادشاہت چنانچہ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی نسل کی دو شاخوں میں سے اسرائیلی شاخ کے متعلق اس عہد کے انبیاء کا ذِکر کرتے ہوئے فرمایا :-

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا ۔ (سورۃ مائدہ آیت ۲۱)

یعنی موسیٰؑ نے اپنی قوم کو خدا کا احسان و نعمت یاد دلائی کہ اُس نے تم میں سے انبیاء بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔ دونوں قسم کے انعامات دینی و دنیوی سے نوازا۔

ابدی عہدِ نبوّت میں شاخِ اسماعیلؑ کا حِصّہ یہ بیان کرکے اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا ہے کہ اب ان دونوں قسم کے انعامات دینی و دُنیوی سے شاخِ اسماعیلؑ کو بھی سرفراز کرنا ضروری تھا اِس لئے ہم نے اس عہد اور دُعا کے مطابق اس میں سے عین ضرورت پر آنحضرت صلعم کو کھڑا کر دیا ہے۔ اور اسی کے مطابق حسب ضرورت آئندہ بھی ہمیشہ نبی مبعوث کرتے رہیں گے۔

(۴) موسوی میثاقِ نبوت اور انتقالِ نبوت کا عہد :

انتقالِ نبوّت کی پیشگوئی واضح رہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ صاحبِ شریعت نبی تھے۔ بنی اسرائیل

نے کوہِ طُور پر خدا کے کلام کو سُننے سے انکار کر دیا اور وہاں سے بھاگ گئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن سے ناراض ہوکر لَا یَنَالُ عَھْدِي الظّٰلِمِیْنَ (بقرہ) کے ارشاد کے مطابق ابدی و دائمی عہد و سلسلۂ نبوت مغضوب اور مطرود یہود میں بند کر کے اُسے بنی اسماعیل میں ہمیشہ کے لیئے جاری کرنے کا وعدہ فرمایا۔ چونکہ انہوں نے شریعت والے کلام کو رد کر دیا تھا۔ جو ان کے سلسلہ کی بنیادی اینٹ تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آئندہ کے لئے نئے سلسلہ کے جاری کرنے کی اطلاع فرمائی اور فرمایا کہ ہم شریعت والا تیری مانند نبی ان کے بھائیوں بنی اسماعیل میں سے کھڑا کریں گے۔ اور اس کے ذریعہ سے نیا سلسلہ چلائیں گے۔ جو موسوی سلسلہ کے مشابہ اور اس کا مثیل ہوگا اور اس کے لئے ہم موسیٰؑ کی تورات کی مانند اسے آتشیں شریعت دیں گے۔

مثیلِ موسیٰؑ کی پیشگوئی

اس بارہ میں حضرت موسیٰؑ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں۔ میں اُن کے لئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا۔" (استثناء ۱۸: ۱۸)

اس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ آئندہ انتقالِ نبوت ہوگا۔ اور سلسلۂ نبوت بنی اسرائیل سے چھین کر بنی اسماعیل میں جاری ہو جائیگا۔ اور اس دوسرے سلسلہ کا اوّل نبی موسیٰؑ کی "مانند" ہوگا۔ اور صاحبِ سلسلہ و صاحبِ

شریعت و صاحب کلامِ الٰہی ہوگا۔

موسیٰؑ کے بعد آنیوالی آتشیں شریعت کا وعدہ

دوسری جگہ آیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو کشف میں دکھایا گیا کہ

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر آشکارا ہوا۔
وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور دس ہزار قدسیوں
کے ساتھ آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر اُن کے لئے آتشیں
شریعت تھی" (استثناء ۳۳ : ۲)

حضرت موسیٰؑ کے اس کشف میں اُن کو تیسری تجلّی میں اُن کے مثیل نبی کو صاحب آتشیں شریعت قرار دیا گیا ہے۔ اور اُن کو نئے سلسلہ کی خبر دی گئی ہے:

انتقالِ نبوّت کی پیشگوئی کے مطابق آنحضرت صلعم کی بعثت

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں مثیل موسیٰؑ نبی یعنی آنحضرت صلعم کے ظہور کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا ہے:-

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ
كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (سورۃ مزمل)

کہ ہم نے حسب وعدہ انتقالِ نبوّت کر کے وہ صاحب شریعت نبی جو مثیل موسیٰؑ ہے۔ تم میں بھیج دیا ہے اور ایک طرف سلسلۂ نبوّت بند اور دُوسری طرف اُسے جاری کر دیا گیا ہے۔

(۵) رؤیا و نبوت پر آئندہ مُہر کرنیکا عہد دانیال:

قرآنی آیت خاتم النبیین سے قبل بائیبل میں رؤیا و نبوت ہر دو پر آئندہ مُہر لگانے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت دانیال نبی کو فرمایا تھا:۔

"تو غور کر اور رؤیا کو سمجھ لے تیرے لوگوں اور تیرے مقدس شہر کے لئے ستر ہفتے مقرر کئے گئے کہ خطا کاری اور گناہ کا خاتمہ ہو جائے۔ بدکرداری کا کفارہ دیا جائے ابدی راستبازی قائم ہو۔ رؤیا و نبوت پر مُہر ہو۔ پاکترین مقام ممسوح کیا جائے"

(کتاب دانیال نبی ۹ : ۲۴)

دانیال نبی کے اس رؤیا و کشف کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کی مہر نبوت کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ آپ خاتم سلسلۂ رؤیا و نبوت ہوں گے۔

رؤیا و نبوت پر مُہر لگانیسے مُراد اگر نبوت آنحضرت صلعم پر مطلق و کلیتہً ختم ہو جانے والی تھی تو رؤیا بھی آپ پر ختم ہو جانی چاہیئے تھی۔ مگر وہ تو آپ کے بعد بھی جاری مانی جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مُہر لگانے سے مُراد نبوت کو کلیتہً بند کرنا مُراد نہیں بلکہ ایک طرف بند کرکے دُوسری طرف اس کا جاری کرنا مراد ہے۔ اسی کا نام انتقالِ نبوت ہے۔

(۶) عیسوی میثاق و وعدۂ انتقالِ نبوّت :-

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ناصری کے ذریعہ سے حضرت موسیٰ اور دانیال کے مذکورہ کشوف و الہامات کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے ان کے ذریعہ سے بھی سلسلہ نبوت کے انتقال کے بارہ میں خبر دی تھی۔ لکھا ہے کہ تم بنی اسرائیل نے چونکہ خدا تعالیٰ کو ناراض کر دیا ہے وہ تم کو ہلاک کرے گا اور سلسلۂ نبوّت بنی اسمٰعیل کی طرف منتقل کر دے گا۔ مسیح نے اپنے آپ کو بنی اسرائیل کا آخری نبی قرار دیتے ہوئے فرمایا :-

"میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لی جائیگی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی۔" (متی ۲۱ : ۴۳)

انتقالِ نبوّت سے مراد یعنی میرے بعد انتقالِ سلسلۂ نبوّت ہوگا۔ بنی اسرائیل میں سے نبی آنے بند کر دیئے جائیں گے۔ اور دوسری طرف بنی اسماعیل میں ان کی بعثت جاری کر دی جائے گی۔ اور اس طرح ابراہیمی "ابدی عہد" دائمی طور پہ جاری رہیگا۔ گویا انہوں نے اس امر کی وضاحت فرمادی کہ ایک طرف مُہرِ نبوّت کا منفی پہلو ہے اور دوسری طرف اس کا مثبت پہلو ہے یعنی ایک طرف نبوّت کو بند کرنا اور دوسری طرف اُسے جاری کرنا ہے۔ انتقال مجموعہ ہے اس منفی و مثبت پہلو کا۔ انتقال میں ان دونوں پہلوؤں کا ہونا لازمی ہے۔

حضرت مسیحؑ کی طرف سے یہود کو تنبیہہ

نیز حضرت مسیحؑ نے یہود کے علماء کو ڈانٹتے ہوئے

کیا خوب فرمایا ہے کہ :-

"اے ریا کار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس کہ آسمان کی بادشاہی لوگوں پر بند کرتے ہو۔ کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو۔" (متی ۲۳ : ۱۳)

گویا بتایا کہ نبوّت کا سلسلہ کلیتہً کبھی بند نہیں ہو سکتا۔

(۷) اجرائے نبوّت کیلئے میثاق النّبیّین :

اللہ تعالےٰ نے انبیاء سے عہد نبوّت لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

(سورۃ آلِ عمران عٓ۹ آیت ۸۲) —

یعنی اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ نے سب نبیوں سے عہد لیا کہ اگر مَیں تم کو کتاب و حکمت عطا کروں اور پھر اس کے بعد تمہارے پاس کوئی رسول آجائے جو اِن باتوں کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے۔ اور اُس کی ضرور مدد کرو گے۔

کتاب کے بعد بھی نبی کی ضرورت کا اِمکان:

یعنی کتاب کے بعد بھی اگر نبی آوے تو اُسے مان کر اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔ یہ کُل انبیاء سے عہدِ نبوت لینے کا ذکر ہے۔ عہد لینے کا مقصد ان کی اُمتوں سے عہد لینا ہے۔ ہمارے دوست خاتم النّبیّین میں تو سب نبی مراد لے کر ان کو ختم قرار دیتے ہیں مگر میثاق النّبیّین میں سب نبی مُراد نہیں لیتے۔ اور آنحضرت صلعم کو ان میں سے مستثنیٰ کر کے کہہ دیتے ہیں کہ آپؐ سے کسی آئندہ نبی کے لئے عہدِ نبوت نہیں لیا گیا۔ جو سراسر ان کی غلطی اور خلافِ قرآن کریم اور احادیث ہے۔ جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔

(۸) بنی نوع انسان کیلئے نیا میثاق نبوت بذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم:

اللہ تعالےٰ نے آئندہ بنی نوع انسان کے لئے نبی کا عہد آنحضرت صلعم کے واسطہ سے بھی لیا ہے۔ فرمایا

يَا بَنِيٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (سورۃ اعراف ع آیت ۳۶)

یعنی اسے موجودہ و آئندہ قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی! اگر تمہارے پاس کبھی تم میں سے میرے رسول آکر میری قرآنی آیات تم کو سنائیں تو ان کو مان کر تقوی و اصلاح کرنا ہی تمہارے خوف و حزن کا علاج ہوگا۔

یہی علاج پہلے تھا اور یہی آئندہ بھی ہوگا۔

مخاطب نسلِ انسانی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے آدم کی فوت شدہ نسل و عالم ارواح کو خطاب نہیں کیا بلکہ موجود الوقت اور آئندہ آنے والی نسل کو خطاب فرمایا ہے۔ جیسا کہ اسی سورت کی آیت ۲۶ - ۲۷ - ۳۱ میں یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ سے موجود الوقت اور آئندہ آنے والی نسلِ آدم مراد ہے۔

حضرت امام سیوطیؒ لکھتے ہیں :-

فانہٗ خطاب لِاھل ذٰلک الزمان ولکل من بعدہ۔ کہ اس آیت میں آئندہ زمانوں کے لوگوں سے خطاب ہے۔ (تفسیر اتقان جلد ۲)

آیت زیر بحث میں فعلِ مضارع اور رُسُلٌ کا لفظ جمع اور منکم فرما کر اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آئندہ تم میں سے بھی رسول آسکتے ہیں اور اُن کا ماننا بھی تمہارے مصائب کا ازالہ کرنے کے لئے ضروری ہے۔

(۹) سابقہ جملہ مواثیقِ انبیاء کا اعادہ :

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جملہ مذکورہ مواثیق کا اعادہ کرتے ہوئے آنحضرت صلعم سے بھی آئندہ نبی کی بعثت کے متعلق لئے گئے عہد کا اعادہ بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ اگلی آیت میں میثاق النبیین کے اعادہ کے ساتھ مِنْکَ کا لفظ بڑھا کر بتایا ہے کہ آپؐ سے بھی یہ عہد لیا گیا ہے۔ لہٰذا آپؐ کے بعد آنے والے نبی کو بھی ماننا ضروری ہے۔ فرماتا ہے:-

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوْحٍ وَّإِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيْثَاقًا غَلِيْظًا ۔ (سورۃ احزاب ع ۱)

یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے نبیوں سے اُن کا پختہ عہد لیا بالخصوص تجھ سے اور نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سے یہ عہد لیا گیا ہے۔

آنحضرت صلعم سے ابدی عہد کی تجدید یہ آیت قرآنی بتاتی ہے کہ آنحضرت صلعم سے بھی اس دائمی و ابدی عہد کی تجدید کرائی گئی ہے۔ اسی طرح حضرت نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ سے بھی عہدِ نبوت لینے کا خاص طور پر الگ اعادہ کیا ہے۔ حضرت نوحؑ کے عہد کا ذکر ابراہیمی عہدِ نبوت کے ساتھ پہلے گذر چکا ہے۔

(۱۰) قرآن کریم میں ختمِ نبوت یعنی انتقالِ نبوت کی تصدیق:

ان جملہ عہدوں اور اجراءِ سلسلۂ نبوت کا اعادہ کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے :-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ۔ (سورۃ احزاب ع ۵)

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مُہرِ نبوت کا ذکر کر کے آئندہ کے لئے ابدی عہدِ نبوت کے آپؐ کے ذریعہ سے انتقال کا ذکر فرمایا ہے۔ واضح رہے کہ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ میں ختم بمعنی ختم کرنا لیں اور ایسا ہی خاتم بمعنی مُہر لیکر ختم کے معنی بند کرنا مراد لیں تو یہ خاتم کا منفی پہلو ہے۔

ایساہی اگر لغت کے مطابق ختم کے معنی مُہر لیکہ اس کے معنی نقش و تاثیر وافاضہ لیں تو یہ اپنے اندر مثبت پہلو رکھتا ہے۔

خاتم النّبیّین کا کامل و جامع حقیقی مفہوم

اس لفظ سے ختم نبوت والی آیت اجرائے نبوت کے مخالف ہونے کی بجائے اس کی مؤیّد اور "ابدی عہد" اور مذکورہ مواثیقِ انبیاء کی مصدق ہے۔ چنانچہ علّامہ راغبؒ اصفہانی اپنی مشہور لغتِ قرآن میں ختمِ نبوت کے مثبت پہلو کو واضح کرنے اور اس کا صحیح تصوّر پیش کرنے کے لئے لکھتے ہیں:-

"الختم والطبع یقال علیٰ وجھین مصدر ختمت وطبعت وھو تاثیر الشیئ کنقش الخاتم والطابع والثانی الاثر الحاصل عن النّقش۔" (المفردات)

کہ لفظ ختمؔ و طبعؔ حقیقی طور پر دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اوّل مصدری معنی میں یعنی مُہر و ٹھپّہ کا نقش پیدا کرنا۔ دوسرے مُہر و ٹھپّہ لگانے سے جو نشان و نقش و اثر پیدا ہو۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ خاتم النّبیّین کا حقیقی مفہوم آنحضرت صلعم کے کمالات و فیوض کے اُمّت میں جاری ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ ختمِ نبوّت کا مثبت پہلو ہے۔ جس کے بغیر آنحضرت صلعم کی حقیقی مدح و فضلیت کامل و جامع نہیں ہوتی۔ خالی منفی پہلو ایک ناقص پہلو ہے۔

ہاں جب اس کے ساتھ اس کا حقیقی مثبت پہلو شامل ہوتا ہے تو وہ تعریف کو کامل بنا دیتا ہے۔ اور اس کا کامل تصور پیدا کر دیتا ہے۔

مگر ہمارے بھائی خاتَم کے مثبت پہلو کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے اور اس کے صرف منفی دناقص پہلو ہی پر زور دیتے رہتے ہیں۔ جس سے انتقالِ سلسلۂ نبوّت باطل ہو جاتا ہے حالانکہ خاتَم دُمہر کے اندر مدح کے پیشِ نظر منفی پہلو کے علاوہ مثبت پہلو بھی لازم ہے۔ اور ان دونوں پہلوؤں کے ملنے سے ختمِ نبوّت کا مفہوم کامل اور جامع بنتا ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلعم کی مدح اور افاضۂ کمال کا ثبوت ہے۔ خالی منفی پہلو میں کوئی مدح نہیں۔

ختمِ نبوّت سے مراد انتقالِ نبوّت ہے

غرضکہ اللہ تعالےٰ نے خاتَم النّبیّین کے الفاظ میں بتایا ہے کہ سلسلہ نبوّت کا انتقال آپ کے ذریعہ سے حسب وعدہ وپیشگوئی ہو گیا ہے اور آئندہ کے لئے نبی بنی اسرائیل میں بند کر دئے گئے ہیں۔ اور اُن کا سلسلہ دُوسری طرف آنحضرت صلعم کی اتباع میں جاری کر دیا گیا ہے۔ آئندہ کوئی مستقل الگ یا صاحب شریعتِ جدیدہ نبی نہ آئے گا۔ جو آئے گا وہ غیر مستقل۔ غیر تشریعی اور اُمّتی اور خادم نبی ہوگا۔

(۱۱) اُمّتِ محمّدیّہ کیلئے قرآنی میثاقِ نبوّت و وعدۂ خلافت:

ختمِ نبوّت کا جو مفہوم جماعتِ احمدیّہ بیان کرتی ہے اس کی تائید اُس میثاق سے بھی ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ نے قرآنِ کریم میں امتِ محمّدیہ سے فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کو بھی اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر اس قسم کا عہد و وعدہ

دیا ہے۔ فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ (سورۃ نور ع آیت ۵۶)

اس آیت میں بھی خوف وحزن سے بچنے اور دین کی تمکین کا ذریعہ سلسلہ خلفاء ہی کو بتایا ہے۔ فرمایا ہے کہ آئندہ دونوں قسم کے خلفاء نبی وغیر نبی اسی امت میں سے آئیں گے باہر سے کوئی نہ آئیگا۔

اس آیت میں جس خلافت کا ذکر ہے اس میں دونوں قسم کی خلافت مراد ہے۔ نبوت والی بھی اور غیر نبوت والی بھی۔ چاروں خلفاء راشدین غیر نبی تھے۔ مگر اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً کے ابدی عہد کے مطابق آنے والا خلیفہ مسیح موعود نبی اللہ ہے۔ جیسا کہ مسلم کی "نبی اللہ" والی روایت اس کی مؤید ہے۔ آیت استخلاف میں اس امت کے لئے اسی میں سے نبی بطور خلفاء بھیجنے کا وعدہ اس امت سے اسی طرح دیا ہے جس طرح اس امت سے قبل وہ بنی اسرائیل میں خلفاء کھڑے کرتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا انعامات کا وعدہ خلافت ونبوت ایک نعمت اور فضل الٰہی ہے جس کے اس امت کو

دینے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے چنانچہ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا۔

(سورۃ النساء آیت ۶۹ و ۷۰)

یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلعم) کی فرمانبرداری کریں گے وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے اور ان میں شامل اور اُن کے ہم مرتبہ ہوں گے: جن پر اللہ نے پہلے انعام کیا ہے یعنی نبیوں۔ صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ہم مرتبہ ہوں گے۔ یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں یہ اللہ کی طرف سے فضل ہے: اور اللہ خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں جن درجات و مراتب کا ذکر ہے وہ اس امت کو ملنے والے ہیں۔ سابقہ اُمتوں کے منعم علیہ گروہ کے ساتھ اُمتِ محمدیہ کی معیت درجہ و مرتبہ ہی کے برابر ہے۔ اور یہ وہی معیت ہے جس کا ذکر قرآنی آیت وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آلِ عمران آیت ۱۹۳) میں کیا گیا ہے۔ اگر اس اُمت کو وہ مراتب حاصل نہ ہوں تو یہ معیت کوئی فضل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ یہ مدارج اس اُمت کے لوگوں کو نہ ملیں گے۔ اور وہ صرف ظاہری طور پر ان مدارج والوں کے ساتھ ہوں گے۔ بلکہ اُس نے تو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ فرما کر اُن سے بڑھ کر انعام کا وعدہ دیا ہے۔

اگر ان کو نبوّت کا درجہ نہ ملے گا تو وہ باقی تین مدارج سے بھی محروم رہیں گے اور یہ اس وعدہ فضلِ الٰہی کے سراسر خلاف ہے اس لئے یہ مدارج اربعہ اُن کو دنیا ہی میں ملنے والے ہیں بھی اُن کی وفات ابرار کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

حضرت امام راغبؒ نے اس آیت کا وہی مفہوم بیان کیا ہے جو ہم نے اُوپر دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

حضرت امام راغب کی تفسیر

" والظّاھر انّ قولہ من النّبیّین تفسیر للّذین انعم اللہ علیھم فکانّہ قیل مَن یطع اللہ والرسول منکم اُلْحِقَہٗ اللہ بالّذین تقدّمھم ممّن انعم اللہ علیھم قال الراغب ممّن انعم اللہ علیھم من الفِرق الاربع فی المنزلۃ والثوابِ النّبیّ بالنّبیّ والصّدّیق بالصدّیق وَالشّھیدُ بالشّھیدِ والصّالحُ بالصّالح "

(بحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۲۸۷)

یعنی یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول مِن النّبیّین۔ انعم اللہ علیھم کی تفسیر ہے۔ گویا یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ جو تم میں سے اللہ اور رسُول کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ملا دے گا جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ راغبؒ نے کہا ہے یعنی ان چار گروہوں کے ساتھ درجہ اور ثواب میں شامل کر دے گا۔ جن پر اس نے انعام کیا ہے۔ اس طرح کہ جو تم میں سے نبی ہو گا اس کو نبی کے ساتھ مِلا

دے گا اور جو صدیق ہو گا اُسے صدیق کے ساتھ ملا دے گا۔ اور شہید کو شہید کے ساتھ ملا دیے گا۔ اور صالح کو صالح کے ساتھ ملا دے گا۔

اس عبارت میں حضرت امام راغبؒ نے بتا دیا ہے کہ اس اُمّت کا نبی سابقہ انبیاء میں شامل ہو گا ایسا ہی باقی تینوں مدارج والے لوگ بھی سابقہ ہم مرتبہ لوگوں میں شامل ہوں گے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس اُمّت کے منعم علیہ لوگوں کے لئے چاروں مراتب کا دروازہ کھلا رکھا ہے اور وہ اپنے اپنے درجہ کے مطابق پہلے منعم علیہ لوگوں میں شامل ہوں گے۔ نہ کہ صرف ظاہری طور پر اُن کے ساتھ ہوں گے اور مراتب مذکورہ سے محروم ہوں گے۔ ایسا خیال خیر اُمّت کے ساتھ انصاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو انعامات و فضل دینے کا بار بار وعدہ فرماتا ہے اور کوتاہ بین لوگ اس امر کو نہیں سمجھتے۔ اور چاہتے ہیں کہ یہ اُمّت سابقہ امتوں سے انعامات و درجات میں ان سے پیچھے رہے۔

(۱۲) مزید جدید قرآنی اسرائیلی میثاقِ نبوّت:

دیگر اقوام کی طرح بنی اسرائیل میں سے نبی آنے ختم ہو گئے مگر اتحادِ اقوام کی خاطر قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کے واسطہ سے بنی اسرائیل کو تحریص دلاتے ہوئے نئے سرے سے اُن کے ساتھ مشروط عہد باندھا ہے اور فرمایا ہے:-

يَا بَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ
عَلَيْكُمْ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ

فَارْهَبُوْنِ ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۴۵)

تجدید عہدِ نبوت یعنی اے بنی اسرائیل میرے احسان ونعمت کو جو میں نے تم پر کیا ہے یاد کرو اور میثاق ابراہیم کے مطابق میرے اس نبی کو مان کر تم میرے عہد کو پورا کرو تو میں بھی تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔ اور انتقالِ نبوت کی وجہ سے جو نبوت تم میں ختم و بند کردی گئی ہے خاتم النبیین کو مان کر آپ کی اُمت میں تمہارے داخل ہوجانے کے بعد اُسے تم میں بھی جاری کردیا جائیگا۔

اس آیت میں اسی مذکورہ ابراہیمی ابدی عہد نبوت کی آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے مشروط طور پر تجدید کی ہے اور بتایا ہے کہ گو تم میں سے اس عہد کو براہِ راست بند کردیا گیا ہے۔ مگر آئندہ یہ ابدی و دائمی عہد آنحضرت صلعم کی اتباع میں ہی پورا ہوگا۔ اور تم آپ پر ایمان لاکر اور آپ کی کامل اِتباع کرکے ہی اس قومی انعام کو دوبارہ حاصل کرنے کے قابل ہوسکوگے۔ اس کے بغیر تمہیں اس سے کچھ بھی حصہ نہ مل سکے گا۔

(۱۳) خدا تعالیٰ کی سُنّتِ قدیمہ جاریہ مستمرہ کا اِعادہ : آئندہ نبوت کے متعلق :

اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلعم پر قرآن کریم میں آئندہ نبیوں کے بھیجنے کے بارے میں اپنی قدیم سُنّتِ جاریہ مستمرہ کا اعادہ کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ..

(سورۃ الحج آخری رکوع)

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا قدیم قانون و سنت و عادت جاریہ ہے کہ وہ فرشتوں میں سے بھی رسول چن کر بھیجتا رہتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ اور آئندہ بھی بھیجتا رہے گا۔ اس میں یصطفی فعل مضارع ہے اور فعل مضارع حسب موقع و محل استمرار تجددی کے معنی بھی دیتا ہے۔ (مختصر المعانی) استمرار تجددی کے ذریعہ سے اس نے اس میں بتایا ہے کہ وہ ہمیشہ ہی ضرورت کے وقت فرشتوں کی طرح انسانوں میں سے رسول چن کر بھیجتا رہتا ہے۔ اس کی یہ سنت ختم نہیں ہو گئی بلکہ وہ اب بھی جاری ہے۔ اس نے اب بھی اس کے مطابق اپنا ایک رسول بھیج دیا ہے اور حسب ضرورت آئندہ بھی بھیجے گا۔

فرشتوں و انسانوں کی رسالت کا ابدی سلسلہ

اگر انسانوں میں سے نبی و رسول بند قرار دیئے جائیں تو قیامت تک کوئی فرشتہ بھی کسی انسان کی طرف نہیں آسکتا حالانکہ یہ خیال قرآن کریم کی اگلی آیت کے خلاف ہے۔ فرمایا ہے:-

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

(سورۃ حٰم سجدہ آیت ۳۱)

یعنی جو لوگ اللہ کو اپنا ربّ قرار دے لیتے ہیں۔ اور پھر اس پر استقامت اختیار کر لیتے ہیں اُن پر فرشتے نازل ہو کر یہ بشارت دیتے رہتے ہیں کہ تم کوئی خوف نہ کرو اور نہ تم غمگین ہی ہو۔ بلکہ تم اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے۔

(۱۴) بیانِ قانونِ قدرت کے ذریعہ سے عہدِ نبوت:

جسمانی و رُوحانی ضرورت کا دائمی سلسلہ

قرآن کریم میں قانونِ قدرت کے بار بار اعادہ اور اس کے تکرارِ بیان سے نبوت کے ابدی عہد کی طرف متواتر اشارات پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ بار بار قانونِ قدرت اور کائناتِ عالم میں جسمانی ضروریات کے سامانوں کے جمع کرنے اور ان کو بار بار پیدا کرنے کے ذکر میں رُوحانی ضروریات کو ہمیشہ پُورا کرنے والے سامانوں کے پیدا کرنے کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ مثلاً جسمانی پانی کے نزول کے ذکر کے ساتھ ہمیشہ رُوحانی پانی اور ظلمت کے بعد نُور اور ضلالت کے بعد ہدایت کی ضرورت بتلاتا ہے۔ اور قوموں کی تکذیب اور رسُول کے ابلاغ کا ذکر کر کے یہ بھی فرماتا ہے کہ:-

اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۔
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۔ (عنکبوت رکوع ۲)

یعنی اللہ تعالےٰ ایک بار چیز کو پیدا کر کے پھر حسبِ ضرورت اس کا

اعادہ کرتا رہتا ہے اور کبھی چیز کی ضرورت کے ہوتے ہوئے اس چیز کو کبھی ختم نہیں کرتا۔

روحانی ضرورت جسمانی ضرورت پر مقدم ہے انسان جسم و روح دو چیزوں سے مرکب ہے۔ اور روح جسم سے مقدم اور اصل مقصود ہے۔ لہذا اس کی دائمی ضرورت کو پورا کرنا بھی لازمی ہے۔ اس کی ضرورت بند و ختم نہیں ہو سکتی۔ یہ ضرورت آئندہ نبوت کی ضمانت ہے۔ اور دنیا اپنے بگاڑ کے وقت باوجود تکمیلِ دین کے نبی کی اسی طرح محتاج ہے جس طرح تورات کے باوجود بنی اسرائیل انبیاء کے محتاج تھے۔ قانونِ قدرت کے مطابق اس کی اس ضرورت کا ایفاء بھی ضروری ہے۔

(۱۵) نبوت اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے:

خدا تعالیٰ کی وسعتِ رحمت کا تقاضا یاد رہے کہ نبوت اللہ تعالیٰ کا ایک انعام اور اس کی رحمت ہے اس کا ہمیشہ کے لئے باوجود ضرورت کی موجودگی کے بند ہو جانا ایک بڑی زحمت ہے ایسا ہی اس کا بند ہو جانا خدا تعالیٰ کی صفتِ ہادی اور رحمانیت کے خلاف ہے۔ اس نے خود فرما رکھا ہے اِنَّ عَلَیۡنَا لَلۡھُدٰی کہ ہدایت اور ہادی بھیجنا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ اپنی اس ذمہ داری کو ہمیشہ کے لئے بھلا دے یا ترک کر دے۔ اور دنیا کو ہمیشہ کے لئے اندھیرے میں

چھوڑ دے۔ اس کا تو مطلب یہ ہو گا کہ وہ ان کو پیدا کر کے ہمیشہ کے لئے اپنے سے جدا کر کے پھینک دے۔ ایسا کرنا اس کی صفت رحمانیت کے سراسر خلاف ہے۔ علاوہ ازیں اس سے قبل اس نے انہیں کبھی نہ چھوڑا تھا۔ بلکہ اس نے ان کی ہدایت و رہنمائی اور دستگیری کے لئے اپنی طرف سے اس عام رحمت کو جاری رکھا ہے پھر وہ اب اپنی قابل رحم مخلوق کی طرف سے کس طرح منہ موڑ سکتا اور آنکھیں بند کر سکتا ہے۔ اس نے تو فرمایا ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کہ میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔ پس اس کی وسعت رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ آئندہ بھی حسب ضرورت نبی بھیج کر ان پر فضل نازل کرے۔

(۱۶) عام امکان و اجرائے نبوت:

قرآن کریم کی آیات کی بہت بڑی تعداد دلالۃ النص کے طور پر امکان و اجرائے نبوت کو ثابت کرتی ہے ان میں سے بعض آیات پیش ہیں:-

افضلیت امت کا تقاضا

(۱) اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے سابقہ منعم علیہ گروہ کے انعامات کے حصول کے لئے دعا سکھلائی ہے اور پھر اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا۔ (مائدہ ع ۴) میں بتایا ہے کہ بنی اسرائیل کو نبوت و حکومت دونوں قسم کا انعام ملا تھا۔

اور کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ میں بتایا ہے کہ یہ اُمّت سب اُمّتوں سے افضل ہے۔ لہٰذا اسے انعام بھی اُن سے بڑھ کر ملنا چاہیئے جو اس کی افضلیّت کا ثبوت ہو۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوّت نہ صرف جاری بلکہ ضروری ہے۔

(۲)۔۔۔ ایک آیت یہ ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (سورۃ آلِ عمران رکوع ۱۸) یعنی اللہ تعالیٰ تم کو اپنے غیب پر غلبہ نہ دے گا بلکہ وہ جن کو چاہتا ہے اور چاہے گا ان کو رسول منتخب کرکے بھیج دیتا ہے اور بھیج دے گا۔ اور تم کو اس کے ذریعہ سے غیب کے امور معلوم ہو سکتے ہیں۔ پس اللہ اور اس کے سب رسُولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بڑا اجر ہو گا۔

رسُولوں کی آئندہ آمد کے متعلق یہ عظیم الشان بشارت ہے جب اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ وہ رسُولوں کو آئندہ بھی بھیجا کرے گا تو ان پر ایمان لانے کا حکم بھی دیا۔

شدید عذاب سے قبل بعثتِ نبی سُنّت اللہ ہے

(۳)۔۔۔ ایک طرف اللہ تعالےٰ نے اپنی سُنّت یہ بتائی ہے کہ ۔۔۔ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا

(بنی اسرائیل رکوع ۲) کہ ہم شدید و وسیع عذاب سے پہلے رسول بھیج کر اتمام حجت کیا کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى (طٰہٰ رکوع ۸) کہ اے ہمارے ربّ! اگر تو عذاب سے قبل کوئی نبی بھیج کر ہم غافلوں کو ہشیار کر دیتا تو ہم اس کی بات مان لیتے اور تیری آیات کی پیروی کر لیتے۔

عالمگیر عذابوں کی خبر

دوسری طرف فرمایا — وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا۔ (بنی اسرائیل ع ۶) یعنی قیامت کے دن سے پیشتر ہم یا تو بستیوں کو کلیۃً ہلاک کر دیں گے یا سخت شدید عذاب میں مبتلا کریں گے۔ یہ عالمگیر عذابوں کی خبر و پیشگوئی ہے جو اب ساری دنیا میں آ رہے ہیں پس نتیجہ صاف ہے کہ قیامت سے قبل رسولوں کا آنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ اور یہ بھی کہ رسول اس عذاب سے قبل ابتداً آچکا ہے۔

(۴) — فرمایا يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ (مومن ع ۲) کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جس پر چاہے گا روح القدس نازل کرے گا تاکہ وہ رسول لوگوں کے لئے نذیر بنے اور ان کو قیامت کی ملاقات سے ہشیار کرے۔ یہ نذیر رسول و نبی ہوتا ہے۔

(۱۷) آئندہ نبی کی بعثت کیلئے قرآنی پیشگوئیاں :

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آئندہ نبی کی آمد کے متعلق بعض خاص پیشگوئیاں بھی فرمائی ہیں۔

پہلی پیشگوئی سورۃ جمعہ میں اللہ تعالےٰ نے اُمیوں میں انہی میں سے اپنے رسول محمد صلعم کو بھیجنے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:-

وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ۔

کہ اس نے آخرین میں بھی محمد رسول اللہ صلعم کو انہی میں سے بھیجنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ اس مفہوم کو واضح کرنے کے لئے حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ محدث دہلوی کے ترجمہ قرآن کریم میں زیر آیت لکھا ہے :-

"اور ایک اوروں کے واسطے انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے اُن میں" (زیر آیت مذکورہ)

آنحضرت صلعم کی دوسری بعثت کی پیشگوئی یعنی اللہ تعالےٰ نے آئندہ آنے والے لوگوں میں بھی ایک اور محمد رسول اللہ (صلعم) کو انہی میں سے بھیجنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ اس دوسرے رسول کی آمد حدیث میں حضرت سلمانؓ فارسی کی قوم میں سے بتائی گئی ہے جس پر الفاظ "مِنْ هٰؤُلَاءِ" شاہد ناطق ہیں۔

دوسری پیشگوئی فرمایا: هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی

الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ (سُورۃ الصّف)

کہ اللہ نے اپنا رسُول ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا (یعنی بھیجے گا۔ ناقل) تاکہ وہ اسلام کو دیگر کُل ادیان پر غالب کر دے۔

اسلام کو یہ آخری کامل و عالمگیر غلبہ دُنیا میں پہلے کبھی حاصل نہیں ہُوا۔ نہ اس وقت اس کے لئے حالات وسامان موجود تھے نہ اُس وقت سارے مذاہب ایک دُوسرے کے بالمقابل میدانِ مقابلہ میں آسکے تھے۔ اور نہ ہی اس وقت میل ملاپ و رسل و رسائل کے کامل ذرائع پیدا ہوئے تھے۔ نہ ہی سب کتبِ مذاہب ایک جگہ دستیاب تھیں۔ یہ تمام اسباب آخری زمانہ میں پیدا ہونے والے تھے۔ اور اس میں مسیح موعُود رسول اللہ کی بعثت مقدر تھی۔ جن کے ہاتھ پر مقابلہ و موازنہ مذاہب ہو کر اسلام کو کامل بے نظیر فتح و غلبہ حاصل ہونا تھا۔ اس غلبہ کے لئے رسُول کی بعثت خدا تعالےٰ نے ضروری قرار دی ہے۔

رسُول سے مُراد آنحضرت صلعم و مسیح موعُود

اس آیت میں رسُول سے مُراد جہاں آنحضرتؐ ہیں۔ وہاں اس سے مُراد مسیح موعُود رسول اللہ بھی ہے۔ گویا سُورۃ جُمعہ والی دو بعثتوں کی طرح اس میں بھی ان دونوں رسُولوں کا ذکر اکٹھا کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلعم کی بعثت ہمیشہ کے لئے ہے۔ اور آپؐ کی دعوت بھی ہمیشہ کے لئے ہے۔ جس کے پیغام کی اشاعت بند ہو چکی تھی اب تبلیغ و غلبہ

اسلام کا کام تتمۂ تکمیل تھا۔ اس لئے مسیح موعود رسول اللہ کی بعثت بھی یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کی مصداق ہے۔ مفسّرین نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ وہ آخری و کامل غلبہ اس آنے والے رسول سے متعلق ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"مراد از رسول در اینجا امام مہدی موعود است"

(غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

یعنی اس مذکورہ آیت میں جس رسول کے ذریعہ سے اسلام کے کامل غلبہ کا وعدہ ہے وہ امام مہدی موعود ہے۔

(۳) دو گواہ و دو نورنبیوں کے متعلق پیشگوئی

حضرت مسیح ناصری کے مکاشفہ کے باب چار میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئی ایک تخت نشین بادشاہ کے ذکر میں اور باب ۲۰ : ۱۱ میں مسیح موعود کی پیشگوئی ایک دوسرے تخت نشین بادشاہ کے ذکر میں کی گئی ہے۔ ایسا ہی اس مکاشفہ میں ایک دوسری جگہ انکو دو گواہ نبی و دو نور نبی قرار دے کر پیشگوئی کی گئی ہے:۔

"میں اپنے دو گواہوں (یعنی شاہدوں۔ ناقل) کو اختیار دوں گا اور وہ ٹاٹ اوڑھے ہوئے ایک ہزار دو سو ساٹھ دن نبوت کریں گے۔ یہ وہی زیتون کے دو درخت اور دو چراغدان ہیں جو زمین کے خداوند کے سامنے کھڑے ہیں اور اگر کوئی انہیں ضرر پہنچانا چاہتا ہے تو اُن کے مُنہ سے

آگ نکل کر اُن کے دشمنوں کو کھا جاتی ہے۔ اور اگر کوئی انہیں ضرر پہنچانا چاہے گا تو وہ ضرور اسی طرح مارا جائیگا۔"

(مکاشفہ یوحنّا ۱۱ : ۳ تا آخر)

یہ مکاشفہ یوحنّا عارف کے مکاشفہ کے نام سے مشہور ہے مگر یہ مکاشفہ دراصل حضرت مسیحؑ کا ہے۔ ملاحظہ ہو اس کا باب ۱ آیت ۱ لکھا ہے:۔

"یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اُسے خدا کی طرف سے اس لئے ہؤا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جن کا جلد ہونا ضرور ہے"

مذکورہ مکاشفہ مسیحؑ کے ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ:۔

(۱) حضرت مسیحؑ ناصری کے بعد بھی دو نبی آنے ضروری ہیں۔

(۲) یہ آنے والے نبی دو گواہ اور دو نُور ہیں۔ ان کو زیتون کے دو درختوں سے تشبیہہ دے کر دو چراغ دان یعنی دو مشعلیں قرار دیا گیا ہے جو دُنیا کو منوّر کرنے والے ہیں۔

(۳) خدا تعالےٰ کی طرف سے ان دونوں کی خاص طور پر حفاظت ہوگی۔ اور دشمن ان کو ہلاک کرنے پر قادر نہ ہوں گے۔ بلکہ خود ہی ان کے مقابلہ میں ان کی توجہات سے ہلاک ہو جائیں گے۔ غرضیکہ اس میں حضرت مسیحؑ کے بعد آنے والے نبی کی دو بعثتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اُسے دو نُور قرار دیا گیا ہے۔

(۴) **چوتھی پیشگوئی** آنے والے نبی کی دو بعثتوں کی تائید حضرت

سلیمان علیہ السلام کی غزل الغزلات سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں مذکور محمدیم (جس کا ترجمہ عیسائی بھائیوں نے عشق انگیز کر کے اس پر پردہ ڈال دیا ہے) کے جمع کے صیغہ میں ذیل نور یعنی کم از کم دو محمد صلعم کی خبر ہے۔ سورۃ جمعہ میں انہی دو بعثتوں کا ذکر کر کے اس پیشگوئی کے پورا ہو جانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

شجرۂ زیتونہ والے دو نور نبی

غزل الغزلات اور حضرت مسیح کے کشف میں مذکورہ دو نبیوں کے آنے کی پیشگوئی کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرمایا ہے:-

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ
كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ
اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ
شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا
غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ
نَارٌ۔ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (سورۃ نور آیت ۳۶)

یعنی حقیقتاً تو آسمانوں اور زمین کا نور اللہ ہی ہے (ہاں اس نے اپنے نور کی مثال محمد رسول اللہ کے ذریعہ بیان کی ہے)

اس کے نُور کی یہ مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک طاق ہو جس میں ایک عظیم الشان دیا پڑا ہُوا ہو۔ اور وہ دیا شیشے کے ایک گلوب کے اندر ہو اور وہ گلوب ایسا چمکدار ہو گویا وہ ایک چمکتا ہُوا عظیم الشان ستارہ ہے۔ اور وہ چراغ ایک ایسے برکت والے درخت کے تیل سے جلایا جا رہا ہو کہ وہ درخت نہ مشرقی ہو نہ مغربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خواہ اُسے آگ نہ بھی چھوتی ہو بھڑک اُٹھے۔ یہ چراغ دو نُوروں کا مجموعہ ہے۔ اللہ اپنے اس نور کے لئے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے تمام ضروری باتیں بیان کرتا ہے۔ اور اللہ ہر ایک چیز کو خُوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نُور کی مثال اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نُور کی مثال میں نُورِ محمدی کو پیش فرمایا ہے اور مکاشفہ والے زیتون کے دو چراغ دانوں و مشعلوں کی طرف اشارہ کرنے کے لئے شجرۃ زیتونۃٍ اور نُور علیٰ نُور کے الفاظ لا کر آنحضرت صلعم کو ڈبل نور یعنی دو چراغدان قرار دیا ہے۔ اس طرح آپ کی دو بعثتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور اس میں مکاشفہ کی مذکورہ پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کر کے اس مکاشفہ کی صحت کی تصدیق فرمائی اور آپ کو اس کا مصداق ٹھیرایا ہے۔ گویا اس طرح آنحضرت صلعم کی پہلی بعثت کے ذکر

کے ساتھ آپ کی آئندہ دوسری بعثت کی پیشگوئی بھی دوبارہ کردی ہے جو مسیح موعود نبی اللہ کے وجود میں پوری ہونے والی تھی۔

محمد رسول اللہ صلعم خدا کے نور ہیں ہوسکتا ہے کہ کوئی صاحب یہ خیال کریں کہ آنحضرت صلعم کس طرح اللہ کے نور کی مثال ہوسکتے ہیں۔ اُن کا تو مذکورہ آیت میں ذکر نہیں۔ سو اُن کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کے آنے کی بشارت الگ بھی دی ہے۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ اور دیگر نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق آپؐ کے نور ہونے کا اشتہار دیا تھا۔ ملاحظہ ہو اعمال ۲۶ : ۲۳

اِس کشف اور بشارت "نور" کو یاد دِلا کر اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ اہل کتاب کو فرمایا ہے :۔

يَاأَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۶)

یعنی اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا موعود رسول آگیا ہے جو تمہارے سامنے بہت سی باتیں جن کو تم چھپاتے ہو بیان کرتا ہے اور تمہارے بہت سے قصور معاف بھی کرتا ہے۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور آتشیں شریعت

بھی آگئی ہے۔

غرضکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نور کی مثال آنحضرت صلعم کو اسی پیشگوئی کے مطابق قرار دے کر اس کا مصداق ٹھیرایا ہے۔

(۵) دوسرے شاہد نبی کے متعلق مزید قرآنی پیشگوئی

فرماتا ہے:- اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (سورۃ مزمل) اس آیت میں بتایا ہے کہ آنحضرت صلعم ایک طرف حضرت موسیٰؑ کی استثناء ۱۸ : ۱۸ والی پیشگوئی کے مطابق موسیٰؑ کی مانند نبی ہیں اور دوسری طرف حضرت مسیحؑ کے مذکورہ مکاشفہ والی دو گواہ نبیوں کی پیشگوئی کے مطابق ان میں سے ایک گواہ نبی ہیں۔ اسی طرح آپ کے وجود میں داخل ہونے کی وجہ سے مسیح موعود بھی ایک شاہد نبی ہے۔ چنانچہ اس کے لئے شاہد کے نام سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی دوسری جگہ پیشگوئی کر رکھی ہے۔ اور فرمایا ہے وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ (سورۃ ہود رکوع ۲) یعنی آنحضرت صلعم کے بعد بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے نبی آئے گا۔ اور وہ بھی آنحضرت صلعم کی طرح شاہد ہوگا۔ غرضکہ حضرت مسیحؑ کے بعد یہ دو گواہ نبی اور دو نور آنے والے تھے۔

ان مذکورہ آیات میں حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام کے مکاشفہ میں مذکور دو گواہ و دو نور نبیوں کے متعلق پیشگوئی کی تصدیق کرتے ہوئے

بتایا ہے کہ ایک گواہ نبی محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ جو مثیلِ موسیٰؑ کے رنگ میں آگئے ہیں۔ اور دوسرا گواہ نبی آپؐ کے بعد آئیگا اور وہ مثیلِ مسیحؑ کے رنگ میں ہوگا۔ اس میں باہر سے کسی مسیح کے آنے کی ممانعت بھی کر دی ہے۔ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ حضرت مسیحؑ ابن مریم کو دوبارہ لانے والے غلطی پر ہیں۔ اور یہ کہنے والے بھی کہ آئندہ نبی کے آنے کا عقیدہ غیر اسلامی ومجوسی ہے۔ یہ دونوں فریق جادۂ اعتدال سے ہٹ کر افراط وتفریط کی راہ پر گامزن ہیں آئندہ نبی کے آنے کے لئے پہلے بھی خدا تعالیٰ ہی نے پیشگوئی کرائی تھی اور قرآن کریم میں بھی اُسی نے بتایا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ضرور نبی آسکے گا۔ اور وہ آنحضرت صلعم کی بعثتِ ثانیہ کا حامل ہوگا۔ مسیح ناصری کے بعد آنیوالے دو نبیوں کی پیشگوئی نہ صرف دیگر مذاہب میں موجود ہے بلکہ قرآن کریم نے بھی اسے از سر نو بیان کر کے اس کی تصدیق کی ہے۔ دیگر مذاہب کی یہ پیشگوئی اسلام کی فتح وغلبہ کے لئے ایک کامیاب حربہ ہے جس کی طرف علامہ اقبال کی نظر نہیں اٹھ سکی اور انہوں نے اسے غیر اسلامی قرار دے کر قرآن کریم سے اپنی ناواقفیت کا بیّن ثبوت دیا ہے۔

مسلمانوں کے ایسے خلافِ اسلام عقائد کا سبب یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے حقائق ومعارف سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ قرآن کریم نے اُن کے متعلق پہلے سے بتایا ہوا ہے اِتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔ اور حدیث نے بتایا ہے لَوْ کَانَ الْقُرْاٰنُ بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ ...مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ کہ مسلمان قرآن کریم سے محروم ہو جائیں گے۔

اس وقت اگر قرآن ثریا پر بھی پہنچ گیا ہوگا تو ایک فارسی الاصل شخص آکر اُسے واپس لے آئیگا۔

حَکَم و عدل کا فیصلہ

قرآن کریم کے حقائق میں سے ایک بڑی حقیقت آئندہ بعثتِ نبی کی تھی مگر مسلمان ضرورت نبی کا اعتراف کرتے ہوئے بھی اس سے ناواقف اور مُنکر چلے آرہے ہیں۔ کوئی نبی ہی پیدا ہو کر ان کو اس حقیقت سے دوبارہ آگاہ کر سکتا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے عین ضرورت کے وقت اپنا موعود نبی و رسُول، مسیح موعود و حکم و عدل بھیج کر اس ضرورت کو پُورا کر دیا اور اس حقیقت پر سے پردہ اٹھا دیا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو بھیج کر مذکورہ دو چراغدانوں و دو گواہ نبیوں والی پیشگوئی کی تصدیق کرکے آپؐ کو اُن کا مصداق بتایا اور اجرائے نبوّت کے عقیدہ کو واضح کیا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعُود کو مبعوث فرماکر آپؑ کے ذریعہ سے بھی اس حقیقت کو دوبارہ نمایاں کر دیا ہے۔ آپؑ نے اس سربستہ راز کا انکشاف فرماتے ہوئے اور جس طرح امکان و اجرائے نبوّت کا ثبوت دیتے ہوئے وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ والی آیت سے دُوسری بعثت کا استدلال کیا ہے اسی طرح ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ والی آیت سے بھی قرآن کریم کے ظاہر و باطن کے لحاظ سے یہی استدلال کیا ہے:۔

آنحضرت صلعم کی دو بعثتوں کے سربستہ راز کا انکشاف فرمایا:۔

"آیت هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اور پھر یہی آیت مسیح موعود کے حق میں بھی ہے۔ جیسا کہ تمام مفسرین اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پس یہ بات کوئی غیر معمولی امر نہیں ہے کہ ایک آیت کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور پھر مسیح موعود بھی اسی آیت کا مصداق ہو۔ بلکہ قرآن کریم جو ذوالوجوہ ہے اس کا محاورہ اسی طرز پر واقع ہو گیا ہے کہ ایک آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد اور مصداق ہوتے ہیں اور اسی آیت کا مصداق مسیح موعود بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیت ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْھُدٰی سے ظاہر ہے اور رسول سے مراد اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور مسیح (موعود۔ ناقل) بھی مراد ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۳)

پس چونکہ قرآن کریم ذوالبطون و ذوالوجوہ ہے۔ یعنی اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اس لئے ایک ہی آیت میں ایک سے زیادہ معنی اور مصداق مراد ہو سکتے ہیں۔ اسی بناء پر اس آیت میں رسول سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی بعثت ثانیہ مسیح موعود بھی ہو سکتا ہے اور یہ امر قرآن کریم کے کمال پر دال ہے۔

پیارے بھائیو! آپ کو یہ سوچنا چاہیئے کہ جب آنحضرت صلعم کو خدا تعالٰے نے خاتم النّبیّین کے الفاظ میں آپ حضرات کے نزدیک مطلق طور پر آخری نبی قرار دیا ہے تو اللہ تعالٰے نے مذکورہ سابقہ مواثیقِ نبوّت اور سُنّتِ جاریہ مستمرہ کے ذکر کے ساتھ نئے میثاق وعہد و وعدۂ نبوّت اور پیشگوئیوں و اجرائے نبوّت کا کیوں بار بار ذکر فرمایا ہے؟ کیا تکرارِ بیان اس بات کا ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد بھی نبی آسکتا ہے؟ یقیناً ہے! اس لئے آپ کو چاہیئے کہ ان صداقتوں کو بشرحِ صدر قبول فرمائیں کہ اسی میں آپ کی بھلائی کا راز مضمر ہے۔

مسلمان بھائیوں کے لئے لمحۂ فکریّہ

آپ حضرات کے لئے یہ لمحۂ فکریّہ ہے کہ اگر آنحضرت صلعم نے سب نبیوں کو بلا استثناء ختم اور بند کر دیا ہے۔ اور اس وجہ سے حضور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور دوسری طرف بقول آپ حضرات اسرائیلی مسیح جو کہ الگ مستقل نبی تھے حضورؐ کے بعد آنے والے ہیں تو اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلعم نے حضرت مسیح کو ختم و بند نہیں کیا۔ لہٰذا حضور خاتم الانبیاء نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح خاتم الانبیاء و آخری نبی ہیں۔ اس صورت میں آپ حضرات آنحضرت صلعم کی ختم نبوّت کے قائل ہونے کی بجائے اس کے مُنکر بن بیٹھے ہیں۔

فیضانِ خاتم النّبیّین

آنحضرت صلعم نے تو اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور اَمَّکُمْ مِنْکُمْ اور اِمَامًا مَھْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا

فرمایا ہے اور آنے والے کو اسی اُمت میں سے قرار دے کر باہر سے آنے والے کی ممانعت کر دی ہے۔ اور قرآن کریم بھی آیت استخلاف میں "منکم" کا لفظ لا کر اس کی تصدیق کر رہا ہے پس مسیح ناصری اپنی مستقل اور الگ نبوت کی وجہ سے آنحضرت صلعم کے بعد نہیں آسکتے۔ قرآن کریم نے ان کی وفات کا ذکر کر کے بھی اس حقیقت کو مبرہن کر دیا ہے ہاں اس اُمت میں سے آنے والا مسیح موعود نبی اللہ چونکہ اُمتی نبی ہے اور آنحضرت صلعم کا خادم ہونے اور آپ کے فیض سے نبوت پانے کی وجہ سے آنحضرت صلعم کے وجود کا ہی حصہ ہے۔ اسلئے اس کی نبوت آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کے منافی نہیں بلکہ آپ کی مہرِ نبوت کا نتیجہ و اثر ہے۔ اس لئے وہ اس کے عین مطابق ہے۔

پیارے بھائیو! اللہ تعالےٰ آپ حضرات کی آنکھیں کھولے اور آپ کے دل میں ضرورتِ وقت کا احساس پیدا کرے۔ اور آپ کو اس مسئلہ کے منفی پہلو کے ساتھ مثبت پہلو کو بھی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آنحضرت صلعم کے بعد صرف بعض مخصوص قسم کے نبیوں کا سلسلہ ختم و بند ہے۔ مگر دوسری طرف بعض مخصوص قسم کے نبیوں کا سلسلہ جاری بھی ہے۔ قرآن کریم و احادیث نے ان دونوں منفی و مثبت پہلوؤں کو الگ الگ واضح کر رکھا ہے۔

پس خاتم النبیین کے الفاظ میں منفی پہلو کے ساتھ مثبت پہلو بھی ملحوظ ہے۔ اور یہی امر ان مذکورہ جملہ وعدوں وعیدوں و پیشگوئیوں

میں قائم و دائم بتایا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کی اکثریت بھی ضرورتِ نبوت کو تسلیم کرتی ہے۔ سوال صرف تعیینِ شخصیت کا ہے۔ پرانے نبی کا آنا سنّت اللہ کے خلاف ہے۔ اور قرآن کریم اور احادیث نے بھی اس کی ممانعت کر رکھی ہے۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ انہوں نے اسی اُمت میں سے آنے والے کی تعیین و تخصیص کر دی ہوئی ہے۔

تمت بالخیر

مکتبہ: محمد کریم الدین شاہد قادیان

(مطبوعہ جے ہند پرنٹنگ پریس جالندھر)

احمدیہ مشن

نمبر شمار	نام ممالک	مشن	مساجد	مدارس	اخبار و رسائل
۱	ریاست ہائے متحدہ امریکہ	۴	۴	۰	۱
۲	ٹرینیڈاڈ	۱	۰	۰	۰
۳	گی آنا	۱	زیر تعمیر	۱	
۴	(یورپ) انگلینڈ	۲	۲	۰	[illegible]
۵	سوئٹزرلینڈ	۱	۱	۰	۰
۶	سپین	۱	۰	۰	۰
۷	ہالینڈ	۱	۱	۰	۱
۸	سکنڈے نیویا	۳	۱	۰	۱
۹	جرمنی	۳	۲	۰	۱
۱۰	فلسطین	۱	۱	۱	۱
۱۱	مشرق وسطی	۸	۰	۰	۰
۱۲	(مشرقی افریقہ) کینیا	۹	۴	۱	۱
۱۳	تنزانیہ	۱۱	۱۰	۲	۲
۱۴	یوگنڈا	۵	۹	۳	۰
۱۵	(مغربی افریقہ) نائیجیریا	۲۱	۴۴	۱۱	۱
۱۶	غانا	۲۲	۱۶۶	۲۳	۱
۱۷	سیرالیون	۹	۸۵	۲۲	۱

نمبر شمار	نام ممالک	مشن	مساجد	مدارس	اخبار و رسائل
۱۸	آئیوری کوسٹ	۱	۔	۱	۔
۱۹	گیمبیا	۲	۳	۔	۔
۲۰	لائبیریا	۱	۔	۱	۔
۲۱	ٹوگولینڈ	۱	۔	۔	۔
۲۲	جنوبی افریقہ	۱	۔	۔	۲
۲۳	(ممالک بحر ہند) ماریشس	۱	۶	۱	۱
۲۴	سیلون	۱	۔	۔	۔
۲۵	برما	۱	۴	۔	۔
۲۶	(مشرقِ بعید) ہانگ کانگ	۱	۔	۔	۔
۲۷	سنگاپور	۱	۔	۔	۔
۲۸	ملائیشیا کوالالمپور	۱	۔	۔	۔
۲۹	سبا	۱	۔	۔	۔
۳۰	جزائر فجی	۱	۲	۱۰	۱
۳۱	جاپان	۱	۔	۔	۔
۳۲	فلپائن	۱	۔	۔	۔
۳۳	انڈونیشیا	۱۶	۷۰	۔	۱
	کل میزان	۱۳۴	۳۵۱	۷۸	۱۹

(مطبوعہ جے ہند پرنٹنگ پریس جالندھر)